بذلك قال نعم قال فترى
لك حجة بتاخيرك ذلك قال
نعم۔
(طبری، ص۵۰۳۔ ج ۳)

رضا کا ارادہ رکھتے ہوں۔ آپ نے
فرمایا ہاں۔ اس نے پھر پوچھا کیا آپ کو
اس معاملہ میں تاخیر کرنے پر بھی حجت
حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ہی تسلیم کرتے ہیں کہ اخذ قصاص کا مطالبہ ان کی طرف سے بلا حجت و دلیل نہیں بلکہ ان کے پاس ایسی حجت ہے کہ جس کی صحت حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ خود ہی تسلیم کرتے ہیں تو پھر حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کے عمل کو بالکل ہی باطل قرار دینا سراسر ہی گمراہی و ضلالت ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر کی اہلیہ محترمہ کا سانحۂ ارتحال

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کی اہلیہ محترمہ اور مولانا زاہد الراشدی کی والدہ مکرمہ گزشتہ روز انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی عمر ساٹھ برس سے زائد تھی۔ وہ کچھ عرصہ سے ذیابیطس کی مریضہ تھیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں مولانا سرفراز خان صفدر نے پڑھائی جس میں ممتاز علماء کرام اور دینی کارکنوں نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ مرحومہ تمام عمر گھر میں بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم حفظ و ناظرہ، ترجمۂ قرآن اور دینی کتابوں کی تعلیم دیتی رہیں۔ مجلسِ احرارِ اسلام کے مرکزی رہنما حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری، جناب محمد حسن چغتائی، سید عطاء المحسن بخاری اور ادارہ نقیبِ ختمِ نبوت کے تمام اراکین حضرت مولانا سرفراز خان صفدر، مولانا زاہد الراشدی اور دیگر تمام پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور ذریعۂ آخرت بنائے (آمین)

رحیم یار خان میں "نقیبِ ختمِ نبوت" اور عالمی مجلس احرارِ اسلام کا دیگر لٹریچر ہم سے حاصل کریں
ابو معاویہ حافظ محمد صدیق قمر، معرفت مدرسہ جامعہ فاروقیہ رحیم یار خان عثمان پارک فون ۴۹۱۵

لاہور میں "نقیبِ ختمِ نبوت" کا تازہ شمارہ ہم سے حاصل کیجیے!
چودھری بُک ڈپو
اتحاد کالونی، مغل پورہ، لاہور

پروفیسر منیر احمد شامی

علماءِ دین کے لئے لمحۂ فکریہ!

پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا مسلسل نام لینے والا، اس کے لئے حتی المقدور کوشش کرنے والا، اسلامی امۃ کا عظیم قائد ایک گہری اور گھناؤنی سازش کی بھینٹ چڑھ گیا۔ محبِ وطن افراد اور دینِ اسلام سے محبت رکھنے والے اس دل گداز سانحے پر غم کی تصویر ہیں۔ یہ ظلمِ عظیم ہے اور اس کے بڑے دُور رس نتائج برآمد ہوں گے۔ پاکستان کو کمزور کرنیوالی لادینی اور طاغوتی قوتیں شہید صدر جناب محمد ضیاء الحق کی اچانک رحلت پر خوش ہیں۔ اس لئے کہ اتحاد و یگانگت کا بدستور درس دینے والا اور زندگی کے ہر پلیٹ فارم پر اسلام کے نفاذ کی دستک دینے والا درخشندہ و تابندہ ستارہ ڈوب گیا۔ وہ گیارہ سال اپنی مخصوص روایتی شرافت اور نیکی کا مظاہرہ کرنے کے بعد پردۂ سکرین سے غائب ہو گیا ؎

زندگی انساں کی ہے مانندِ مرغِ خوش نوا — شاخ پہ بیٹھا کوئی دم چہچہایا اُڑ گیا

مرحوم نے ہندوستان کے ناپاک عزائم سے خبردار رہتے ہوئے اپنے ملک کو بیرونی جارحیت اور خانہ جنگی سے بچایا۔ دشمنوں سے اختلافات کے باوجود دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ امورِ جہانبانی کی انجام دہی میں تحمل، بردباری اور عفو و درگزر کی اعلیٰ روایات قائم کیں۔

شہید صدر کے کارہائے نمایاں میں کچھ ایسے اقدامات بھی ہیں جنہیں ان کے پیش روؤں نے بالکل لائقِ توجہ نہ سمجھا۔ پاکستان جس پر آزادی کے فوراً بعد بیورو کریسی اور خود غرض سیاستدانوں کا غلبہ رہا، مغربیت کا پرچار نصف النہار پر رہا۔ اس لئے دینی حلقوں سے تعلق رکھنے والوں اور جید علمائے کرام کو درجۂ چہارم کے ملازمین کا سا درجہ دیا جاتا رہا۔ انہیں کم علم اور کم فہم گردانا گیا۔ ان کے دینی علم اور تجربے کو کوئی اہمیت نہ دی گئی۔ علماء کو ہر دَور میں نظر انداز کیا گیا۔ انہیں صرف نمازِ جنازہ

اور صلوٰۃ و دعا تک ہی محدود کیا گیا، اُن کے علمی تبحر، فکر اور تجربے سے استفادہ کرنے کو کبھی ضروری خیال نہ کیا گیا۔ مولانا شبیرؒ احمد عثمانیؒ جیسے عظیم عالم دین کو جن کی پرخلوص کاوشوں سے صوبہ سرحد پاکستان کا حصّہ بنا، جن کی شخصیت کے آگے وطن دشمن مُدبّروں نے گھٹنے ٹیک دیئے، جنہوں نے اتحاد اور وحدتِ فکر و عمل کا درس دے کر اُمتِ مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا، وطن عزیز کی آزادی کے بعد سیاسی ناخداؤں اور حکمران ٹولے نے اُنہیں بھی لائق توجّہ نہ گردانا ؂

حُسن کے کھلتے پھُول ہمیشہ بے دَردوں کے ہاتھ بکے
اور چاہت کے متوالوں کو دُھول ملی ویرانوں کی

دِل کے نازک جذبوں پر بھی راج ہے سونے چاندی کا
یہ دنیا کیا قیمت دے گی ہم سادہ دِل انسانوں کی

مرحوم ضیاء الحق (شہید) پاکستان کے واحد حکمران ہیں جنہوں نے خلوصِ دِل سے علمائے کرام کے مقام و مرتبہ کو تسلیم کیا، تہ دِل سے اُن کا احترام کیا، اُن کی آراء کو قدر کی نگاہ سے دیکھا، اُن سے ملاقات کو اپنے لئے باعثِ فخر خیال کیا، دینی مدارس میں پڑھانے اور پڑھنے والوں پر نگاہ کرم کی۔ اُن کی ڈگریوں اور اسناد کو تسلیم کیا، دینی اداروں سے فارغ التحصیل علمائے کرام کو ملازمتیں فراہم کیں۔ ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء کو اسمبلیوں کو کالعدم قرار دینے کے بعد جنرل صاحب نے علمائے کرام کو شریعت آرڈیننس کا مسوّدہ تیار کرنے کا کام تفویض کیا۔ محمّد ضیاء الحق صاحب کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ شریعت آرڈیننس کا نفاذ کرتے وقت علمائے کرام کو انہوں نے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کا مشیر مقرر کرنا منظور فرمایا اور ان کے لئے ڈپٹی اٹارنی جنرل تک کا عہدہ تجویز کیا۔ شہید ضیاء الحق کی علمائے کرام سے والہانہ عقیدت اور عزّت و احترام کا اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت نہیں کہ انہوں نے مختلف مکاتبِ فکر کے علماء سے مشاورت کی اور اُن کی سفارشات کو عملی طور پر نافذ کر دیا۔

اہلِ پاکستان یہ توقع کر رہے تھے کہ مرحوم صدر کے نفاذِ شریعت کے عمل کے بعد دین سے شغف رکھنے والی پارٹیاں اور علماء، دینِ اسلام سے اپنی عقیدت کا عملی مظاہرہ کریں گے، شریعت کو نافذ کرنے میں حکومت کی پوری مدد فرمائیں گے، مگر افسوس ہے اُن دینی جماعتوں پر جنہوں نے مرحوم

کے اِس اقدام کو نہ صرف ناکافی کہا بلکہ شریعت کے نفاذ کی بھرپور مخالفت کی۔ اصولی طور پر تمام مکاتب فکر کے علماء نہ صرف جنرل ضیاء الحق کا ساتھ دیتے بلکہ اسلام کے نفاذ کے سلسلہ میں اس کے دست و بازو ثابت ہوتے۔ لوگوں پر شریعت کے نفاذ کو واضح کرتے اور مزید عملی اقدامات کی حکومت سے سفارش کرتے مگر بُرا ہو اُس خود غرضی کا۔ اُس بے ہنگم اور شُتر بے مہار سیاسی سوچ کا، اُس ناپختہ شعور کا جس نے بڑے اچھے اور جید علمائے کرام کو اسلام کی حمایت سے محروم کرکے جمہوریت کے مُشرکانہ نظامِ ریاست کا نمائندہ بنا دیا ہے

جس کی خاطر شبِ ظلمات کا سینہ چیرا
وہ حسیں چہرہ کسی اور کا خواہاں نکلا،

ہمیں اُن علماء کی عقلوں پر افسوس آتا ہے جو دینِ برحق کو چھوڑ کر مغربی جمہوریت کے راگ الاپ رہے ہیں۔ وہ صاف اور شفّاف پانی کو چھوڑ کر گدلے پانیوں میں اُتر گئے ہیں گار میں موتی ڈھونڈنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ اے کاش! وہ یہ امر ذہن نشین کرلیں کہ اسلام اپنے اندر ایک خاص پیٹرن کی آزادئ رائے اور اظہارِ رائے کی وسعت رکھتا ہے۔ مگر جمہوریت میں اسلام نہیں بقولِ اقبالؒ

جمہوریت اِک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں،
بندوں کو گِنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے
گریز از طرزِ جمہوری غلامِ پختہ کارِ شو،

دوسری جگہ یُوں کہا کہ ؎ کہ از مغزِ دو صد خر فکرِ انسانی نمی آید
(دوسو گدھوں کے مغز سے ایک انسان کا فکر پیدا نہیں ہوتا)

کسی بھی قوم اور معاشرے کو سدھارنے اور سنوارنے کا کام فردِ واحد نہیں کر سکتا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام کے عملی نفاذ کا کام چوبیس گھنٹے میں ہو سکتا ہے وہ دراصل اصلاحِ معاشرہ کے اقدامات اور اُس کے نتائج سے واقف نہیں۔ اگر لوگوں کو درست کرنے کا عمل ایک فرد کے اختیار میں ہوتا تو کافی ممالک کا اخلاقی معیار اپنی بلندی پر ہوتا مگر عملاً ایسا نہیں ہو سکا حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنے عہد میں غلط جاگیردارانہ نظام کو ختم کرکے اسلامی رُوح بیدار کی مگر اُن کی وفات کے ساتھ ہی وہ اعلیٰ روایات مفقود ہوگئیں۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے اسلام کا عملاً نفاذ

کیا۔ مگر موصوف کی آنکھ بند ہوتے ہی یہ عمارت دھڑام سے گر پڑی اور اخلاف نے اسے ملیامیٹ کر دیا کسی حکمران کے ساتھ جب تک مضبوط جماعت نہ ہو جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرے۔ اُسوقت تک اسلام عملی صُورت میں نافذ کرنا مُشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برِّصغیر میں مُستقل بُنیادوں پر اسلام کا عملی نفاذ پائہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

اِس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم نے ضیاء الحق صاحب کے دَور میں اسلام کو عملی صورت میں نافذ کرنے کا قیمتی موقع گنوا دیا۔ پاکستان میں اسلام کا دعویٰ کرنے والی جماعتوں نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہید صدر کے اسلامی اقدامات کو مضحکہ خیز قرار دیا۔ بعض نے ناکافی کہا، کسی نے اسے فرقہ واریت سے تعبیر کیا۔ اکثر نے اسے طوالتِ اقتدار کا نیا ہتھکنڈہ کہا۔ سیاسی شاطروں نے نہ صرف اُس کے اقدامات کو چیلنج کیا بلکہ اس کے خِلاف اجتماعات منعقد کیئے اور جلوس نکالے۔ شہید ضیاء الحق اسلام کا نفاذ کر کے اللہ کے برگزیدہ اور محبوب بندوں میں شامل ہو گیا اور سیاسی مفاد پرست شریعت کے نفاذ کی مخالفت کر کے دنیا اور آخرت میں ذلیل و رُسوا ہو گئے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ضیاء الحق صِرف اسلام کا نام لیتا تھا مگر ہمیں خدشہ ہے کہ شاید پاکستان میں اسلام کے نفاذ کا نام لینے والا بھی وہ آخری حکمران ثابت ہو گا۔ کیونکہ اب کوئی مردِ جری نظر نہیں آتا جو حکومت کے ایوانوں میں نفاذِ شریعت کا علم بُلند کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ نے جب امیرالمومنین حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر سُنی تو ٹھنڈی سانس لی اور کہا "اب عرب جو چاہیں کریں، کوئی انہیں روکنے والا باقی نہیں رہا"۔ کچھ ایسی ہی صورتِ حال سے آج ہم دوچار ہیں۔ لادینی عناصر مسرور اور شاداں ہیں کہ اُن پر کوئی گرفت کارگر ثابت نہ ہو سکی۔ بیوروکریسی جس کے ہاتھ میں پاکستان کی قسمت ہے اپنی جڑیں مزید مضبوط کر رہی ہے۔

ایسے حالات میں علمائے دین پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ موجودہ اور مستقبل کے حکمرانوں پر اسلام کے عملی نفاذ کے سِلسلہ میں بدستور دباؤ ڈالتے رہیں کہ شہید صدر ضیاء الحق نے اللہ کے دین کو جس طرح حکومت پر بالادستی دینے کا کام شروع کیا ہوا تھا، موجودہ حکومت دین کی بالادستی کے کام کو آگے بڑھائے۔ شریعتِ محمّدی کے نفاذ کے لئے وہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ فرقہ واریت کے خِلاف جنگ کریں، خود غرض اور مفاد پرست عناصر کے عزائم کو ناکام بنا